مقاماتِ مظہری

تالیف : شاہ غلام علی دہلویؒ ترجمہ تحقیق : محمد اقبال مجددی



اُردو سائنس بورڈ، لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۷۵

مقاماتِ مظہری

(فارسی)

احوال و ملفوظات و مکتوبات

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید

۱۱۱۱ھ / ۱۷۰۰ء —— ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

تحقیق و تعلیق و ترجمہ

محمد اقبال مجددی

اُردو سائنس بورڈ

۲۹۹ - اپر مال ○ لاہور

مقاماتِ مظہری

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

غلام علی دہلوی ، شاہ

مقاماتِ مظہری (احوال و مقامات ، ملفوظات و مکتوبات حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید م ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء۔۔۔) لاہور : اردو سائنس بورڈ ، ۱۹۸۳ء

۲۹۷ ص

۱- مظہر جانِ جاناں ، میرزا

۲- سلطنتِ مغلیہ

۳- تصوف — ہندوستان

I- محمد اقبال مجددی ، مترجم

II- عنوان

۹۲۲۰۹۷

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۷۵

طبع اول : جولائی ۱۹۸۳ء

تعداد : ۱۱۰۰

قیمت : -/۸۰ روپے

ناشر : اشفاق احمد
ڈائرکٹر اُردو سائنس بورڈ
۲۹۹ - اپر مال ، لاہور

طابع : محمد زرین خان
مطبع : زرین آرٹ پریس
۶۱ - ریلوے روڈ ، لاہور

حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کو درسِ حدیث کے دوران نسبتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور حاصل ہوتا تھا۔ اور انوار و برکات کثرت سے ظاہر ہوتے تھے۔ گویا معنوی طور پر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہو جاتی۔ اسی اثنا میں توجہ و التفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مشہود ہوتیں اور نسبتِ کمالاتِ نبوت اپنی وسعت کی انتہا اور کثرتِ انوار سے جلوہ گر ہوتی۔ اور اس حدیث شریف کہ العلماء هم ورثة الانبیاء[۴] علیهم السلام (علماء انبیای کرام کے وارث ہیں) کے معنی واضح ہو گئے۔ آپ شیخ الحدیث اور از روی صحبت میرے پیر ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں رہ کر بیس سال تک آپ سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل کیے ہیں[۵]۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کی وفات کے بعد جو کہ قطبِ ارشاد تھے، شیخ محمد اعظم[۶] خلیفہ حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ [۲۶] نے کہا کہ مرتبہ قطبیت حضرت خواجہ محمد زبیر سے مجھ میں منتقل ہو گیا ہے۔ اور ارشاد کی نہر جو ان کے سینے میں جاری تھی اب مجھ میں رواں ہو گئی ہے۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ان کا منہ تو دیکھو! وہ مرتبہ تو مرزا جانِ جانان کو عنایت ہوا ہے جو کہ اس وقت ان کے طریقہ کے مدار ہیں۔ ان کی خدمت میں طالبوں کی کثرتِ رجوع اس مدعا کی دلیل ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان کے اصحاب مقاماتِ ارجمند پر فائز ہیں اور ان کا افاضہ ہر روز ترقی پذیر ہے۔

فرماتے تھے کہ ایک شخص نے حضرت حاجی محمد افضل کے حضور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صحرا جو کہ آگ سے بھرا ہوا ہے۔ اور کشن اس آگ کے اندر ہے۔ اور رام چندر اس آگ کے کنارے کھڑا ہے۔ کسی شخص نے اس خواب کی تعبیر میں کہا کہ کشن اور رام چندر جو کہ کفار کے بڑے تھے انھیں دوزخ کی آگ میں عذاب ہو رہا ہے۔ تو میں نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر اور ہے وہ یہ کہ سابقین میں سے کسی معین شخص پر کفر کا فتویٰ دینا جس کے بارے میں شرع خاموش ہو۔ جائز نہیں ہے۔ کتاب و سنت ان دونوں کے احوال سے ساکت ہیں۔ اور اس آیۃ شریفہ و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیرٌ (ہر امت میں کوئی نہ کوئی خوفِ خدا دلانے والا ہوا ہے) سے ظاہر ہے کہ اس قوم

(جماعت) میں بھی کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا گزرا ہے - ایسی صورت میں ان کے ولی یا نبی ہونے کا احتمال ہے[۸] -

تخلیقِ کائنات کے وقت رام چندر کو جنّ پیدا کیا گیا - اس وقت عمر دراز اور طاقت بہت زیادہ ہوتی تھی - وہ اہل زمانہ کو سلوک کی نسبت سے تربیت کرتا تھا - اور کشن ان میں سے آخری بزرگ ہے - اس کے زمانے میں پہلے کی نسبت عمر کم اور طاقت میں ضعف آ گیا تھا - اور وہ اہل زمانہ کو نسبت جذبی سے ہدایت کرتا تھا - غنا و سماع جو اس سے بکثرت منقول ہیں ، اس کے ذوق و شوق نسبتِ جذبہ کی دلیل ہے - پس حرارتِ نسبتِ عشق و محبت جو صحرا میں آتش کی مانند نمودار ہوئی وہ کشن کے استغراقِ محبت کی کیفیت تھی - اس لیے اُسے آگ کے اندر دکھایا گیا ہے - اور رام چندر جو کہ راہِ سلوک پر تھا اُسے اس کے کنارے پر دکھایا گیا ہے - واللہ اعلم -

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بہت پسند کیا اور اس تعبیر سے خوش ہوئے ـــ فقیر راقم (شاہ غلام علی) کہتا ہے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ابو صالح خان متھرا گئے تو انھیں ایک ایسی ضرورت پیش آئی جو سات روپے میں پوری ہو سکتی تھی - ایک شب وہ نماز تہجد میں مصروف تھے ایک شخص جس کی شکل ہندوؤں کی بیان کردہ ہیئت کشن کے مطابق تھی ظاہر ہوا اور سلام کر کے رقم پیش کی - میں نے کہا (اشارہ کیا) ٹھہر ! میں نماز سے فارغ ہو جاؤں - نماز کے بعد میں نے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے ؟ اس نے کہا کشن اور یہ سات روپے آپ کی نذر ہیں کہ آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں - انھوں نے جواب دیا میں محمدی (مسلمان) ہوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیغمبر ، میرا وسیلہ اور میری حاجات کی برآری کے لیے کافی ہیں - میں بے گانوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتا - کشن نے روتے ہوئے کہا کہ نبی [۲۷] آخر الزمان [صلی اللہ علیہ وسلم] کے جو اوصاف ، اخلاص اور آپ کی اتباع کے بارے میں میں نے جو سنا تھا اس سے زیادہ میں نے (آج) مشاہدہ کیا ہے -

آپ فرماتے تھے کہ حاجی صاحب کی نسبت شریفہ میں وحدانیت کا ظہور [بے رنگی] اور لطافت (ایسی) تھی - کہ ارباب ولایت اس کے ادراک سے عاجز تھے -

ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ۔ تو فرمایا کہ آج میری محفل میں حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا (کہ اتنے میں) ان کے اصحاب میں سے ایک اور شخص بھی آ گیا ۔ دونوں نے مراقبہ کیا اور آپس میں گفت گو کی کہ میرے اور تمہارے باطن میں نسبت اور کیفیات ظاہر ہیں ۔ لیکن حضرت حاجی صاحب کے باطن پر ہم نے نظرِ عمیق ڈالی تو کچھ بھی ظاہر نہ ہوا ۔ میں (حضرت مظہر) نے عرض کیا کہ حضرت ! آپ نے حضرت محمد زبیر کے پیر اور حضرت شیخ عبدالاحد (رحمۃ اللہ علیہما) سے سالہا سال تک نسبت باطنی کا کسب کیا ہے (اس لیے آپ میں) جو نسبت ''ہبات علوی'' اور لطافت پیدا ہوئی ہے ۔ کمزور نسبت والے ان مقاماتِ عالیہ کا ادراک کیسے کر سکتے ہیں ؟ اور معاملہ کی حقیقت تک کیسے پہنچ سکتے ہیں ؟ اُن لوگوں کو (عام) نسبتِ ذوق و شوق کی حرارت کا احساس ہو سکتا ہے ۔ پس کارخانہ نسبت خاندان احمدیہ (مجددیہ) صوفیہ کے متعارف طریقہ سے ماورا ہے ۔ اور کمالات آلہیہ کا ظہور ان میں پراگندہ ہے اور ان کی عقل کے احاطہ سے مبرا ہے ۔ جیسا کہ (قرآن پاک میں) آیا ہے ۔ لا یحیطون بہٖ علماً[۹] (ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا) ۔

میری اس تقریر پر خوشی کا اظہار فرمایا ۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب پر فنا و نیستی غالب تھی ۔ لوگوں کی لغزشوں کی معقول تاویل کرکے انھیں معذور قرار دیتے تھے ۔

مجھے یہ نصیحت حضرت سے ہی حاصل ہوئی ہے ۔ اور اس قسم کے بہت سے فوائد کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے ۔

ہوا کہ ہمارے افعال جبر و اختیار کا مجموعہ ہیں ۔ اور اسی اختیار ضعیف پر تکلیف کا انحصار ہے ۔ پس بندوں کے اسی اختیار ضعیف کے باعث ہی رحمت کو غضب پر سبقت دی ہے ۔ حالانکہ صفات الٰہیہ میں کوئی صفت دوسری صفت پر سبقت نہیں رکھتی ۔ جب خدا کے افعال ہمیشہ علم ، ارادہ اور قدرت کی وجہ سے ہیں اور افعال عباد میں ان تین صفات کی مسبوقیت کی وجہ سے ایک طرح افعال خداوندی سے مشابہت رکھتے ہیں ، اور حرکاتِ اضطراری جو مجبور محض ہیں مناسبت نہیں رکھتیں ۔ اگر محاسبہ ان افعال کی طرف توجہ کرے تو یہ [۱۱۹] انصاف کے منافی نہیں ہے[۹۳] ۔

طریقۂ صوفیہ کے مطابق حصہ اختیار کو اس طرح ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک ذراتِ کائنات میں سے ہر ذرہ میں اپنے تمام کمالات کے ساتھ خدا کا وجود ہے ۔ یہ ظہور جزوی نہیں ، بلکہ ہر ذرہ میں کل کا ظہور ہوتا ہے ۔ کیونکہ خدا کا وجود بسیط حقیقی ہے ۔ اس کے حصے نہیں ہو سکتے ۔ اس لیے کہتے ہیں :

کل شی فیہ کل شی

(ہر چیز میں ہر چیز ہے)

چونکہ اختیار بھی صفات و شان خدا میں سے ایک صفت اور ایک شان ہے ، پس یہ لازم ہوا کہ مظاہر کائنات کے ہر مظہر میں خصوصاً انسان میں جو منصب خلافت سے مشرف ہے کچھ حصہ اختیار کا بھی متحقق ہو ، اگرچہ وہ ضعیف ہے ، تکلیف اور امر و نہی کی بنیاد اسی پر ہے ۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور خیر الوریٰ پر درود و سلام ۔

چودھواں مکتوب

آئین کفار ہند کا بیان

آپ نے پوچھا تھا کیا کفار ہند بھی مشرکینِ عرب کی طرح بے اصل دین رکھتے ہیں یا اس کی کوئی اصل تھی (جو بعد میں) منسوخ ہوگئی ۔ اور ان کے پیشروؤں کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے[۹۴] ؟

تحقیق و انصاف کے ساتھ اجمالاً[۹۵] لکھا جاتا ہے ، جاننا چاہیے کہ

اہل ہند کی قدیم کتابوں[۹۶] سے جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ نوع انسانی کی پیدائش کے آغاز میں رحمت الٰہی نے ان کی دنیا اور عاقبت کی اصلاح کے لیے ''بید[۹۷]'' نامی ایک کتاب برہما[۹۸] نام کے ایک فرشتے کے ذریعے بھیجی تھی، جو دنیا کی ایجاد کا وسیلہ ہے، یہ کتاب چار دفتروں پر مشتمل ہے اور احکام امر و نہی اور ماضی و مستقبل کی خبریں اس میں درج ہیں۔ اس کے مجتہدوں نے اس میں سے چھ مذاہب نکالے ہیں۔ اور اصول عقائد کی بنیاد اس پر رکھی ہے۔ اور اسے ''دھرم شاستر'' کا نام دیا ہے یعنی فن ایمانیات جو علم کلام ہی ہے۔ نوع انسانی کو چار فرقوں میں تقسیم کیا ہے اور اس کتاب سے چار مسلک نکالے ہیں۔ ہر فرقہ کے لیے ایک مسلک مقرر کیا ہے۔ اور فروعی اعمال کی بنیاد اس پر رکھی ہے، اسے انہوں نے ''کرم شاستر'' کا نام دیا ہے۔ یعنی فن عملیات، جسے ہم علم فقہ کہتے ہیں۔ چونکہ وہ نسخ احکام کے منکر ہیں[۹۹] اور ہر دور اور زمانے کے اہل دانش کی طبیعتوں کے مطابق تبدیلی لازم ہے۔

دنیا کی طویل عمر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہر حصے کا نام ''جُگ''[۱۰۰] رکھا ہے۔ اور ہر جگ کے لیے چاروں دفتروں سے طریقۂ عمل اخذ کیا ہے۔ ان کے متاخرین نے اس میں جو تصرفات کیے ہیں وہ ساقط الاعتبار ہیں۔ ان کے تمام فرقے توحید باری تعالیٰ پر اتفاق رکھتے ہیں[۱۰۱]۔ اور دنیا کو مخلوق جانتے ہیں۔ دنیا کے فنا ہونے، نیک و بد اعمال کی جزا، حشر اور حساب کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو علوم عقلی و نقلی، ریاضات، مجاہدات، تحقیق معارف [۱۲۰] اور مکاشفات پر یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ (ان کے کتب خانے اب تک محفوظ ہیں اور ان لوگوں میں بت کی رسم الوہیت میں شرک کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت دوسری ہے[۱۰۲]) ان کے عقلا نے انسانی زندگی کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ تحصیل علوم دوسرا حصولِ معاش اور اولاد، تیسرا اعمال کی صحت اور نفس کی اصلاح اور چوتھا ترک و تجرید میں جو کہ انسانی کمال کی انتہا ہے۔ اور نجات کبریٰ جسے مہامکت کہتے ہیں، اسی پر موقوف[۱۰۳] ہے۔ اس دین کے قواعد و ضوابط میں مکمل نظم و نسق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ مقبول (پسندیدہ[۱۰۴]) دین تھا جو اب منسوخ ہوگیا، اور شرع میں سوائے یہود و نصاریٰ کے دین کے منسوخ ہونے کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں، حالانکہ

ان کے علاوہ بھی بہت سے دین منسوخ ہوئے اور بہت سے پیدا اور ختم بھی ہوئے[۱۰۵] ۔

جاننا چاہیے کہ آیت کریمہ کے مطابق :

و ان من أمة الا خلا فیها نذیر[۱۰۶]

(اور ہر اُمت میں کوئی نہ کوئی خوفِ خدا دلانے والا ہوا ہے)

دوسری آیت میں ہے :

و لکل أمة رسول[۱۰۷]

(اور ہر اُمت میں ایک رسول ہوا ہے)

اور (بعثت کے بارے میں) دیگر آیات بھی ہیں ۔ ممالک ہند میں انبیاء و رسل علیہم السلام بھیجے گئے ہیں ۔ جن کے احوال ان کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ، اور ان کے (باقی) آثار سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچ گئے تھے اور رحمت عامہ نے اس وسیع مملکت کے انسانی معاملات کو فراموش نہیں کیا[۱۰۸] ۔ (مشہور ہے[۱۰۹]) کہ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے ہر قوم میں پیغمبر بھیجے گئے اور ہر قوم پر صرف اپنے پیغمبر کی اطاعت واجب تھی نہ کہ دوسری قوم کے نبی کی ۔

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد جو خاتم المرسلین اور تمام بنی نوع انسان کے لیے نبی ہیں کا مذہب مشرق و مغرب کے تمام ادیان کو منسوخ کرنے والا ہے ۔ اور جب تک دنیا قائم ہے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی مجال نہیں ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے آج تک ایک ہزار ایک سو اسی سال[۱۱۰] گزرے جس نے اسے قبول نہ کیا وہ کافر ہے لیکن (ظہور اسلام سے) پہلے کے لوگ نہیں ۔ اور شرع اس آیت کے حکم کے مطابق :

منهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک[۱۱۱]

[(سابقہ رسولوں میں سے) کسی کے حالات تم سے بیان کیے
اور کسی کے حالات بیان نہیں کیے]

اکثر انبیاء کے احوال کے بیان میں خاموش ہے ۔ اس لیے ہندوستان کے

انبیاء کے حق میں خاموشی ہی بہتر ہے - نہ تو ہمارے لیے ان کی پیروی
کرنے والوں کے کفر و ہلاکت کا یقین لازم ہے اور نہ ہی ان کی نجات
یقین ہمارے لیے واجب ہے - صرف حسن ظن رکھنا چاہیے[۱۱۲] - بشرطیکہ
تعصب نہ ہو - اسی طرح اہل فارس کے حق میں بلکہ ہر ملک والوں
کے لیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں اور جن کے
بارے میں شرع خاموش ہے ، ان کے احکام و آثار معتدل مسلک کے
مناسب و موافق ہیں ، اسی قسم کا عقیدہ رکھنا بہتر ہے - کسی کو قطعی
دلیل کے بغیر کافر کہنا آسان نہیں سمجھنا چاہیے اور ان کی بت پرستی[۱۱۳]
کی حقیقت [۱۲۱] یہ ہے کہ بعض فرشتے جو اللہ کے حکم سے اسی عالم
کون و فساد میں تصرف رکھتے ہیں یا بعض کاملوں کی روحیں جو اجسام
سے ترک تعلق کے بعد بھی اس دنیا میں تصرف رکھتی ہیں یا بعض زندہ
افراد جو ان کے خیال کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام کی طرح
زندہ جاوید ہیں ، ان کے بت بنا کر ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں - اس
توجہ کے سبب کچھ مدت کے بعد صاحب صورت سے تعلق پیدا کر لیتے
ہیں اسی کی بنیاد پر دنیا و عاقبت کے تعلق سے اپنی حاجتیں پوری کر لیتے
ہیں - یہ عمل ذکر رابطہ سے مشابہت رکھتا ہے - جو مسلمان صوفیہ کا
معمول ہے کہ اپنے پیر کی صورت کا تصور کرتے ہیں اور اس سے فیض یاب
ہوتے ہیں ، فرق صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنے شیخ کا بت نہیں بناتے -
لیکن اس کا کفار عرب کے عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں - کیوں کہ وہ تو
بتوں کو اپنی ذات سے موثر اور متصرف کہتے ہیں - اور اللہ کے تصرف کا
''الہ'' نہیں سمجھتے تھے اور انہیں زمین کا خدا جانتے تھے - اور خدا تعالیٰ
کو آسمان کا - جو (الوہیت میں[۱۱۴]) شرک ہے -

ہندوؤں کا سجدہ ، سجدۂ تحیت ہے نہ کہ عبودیت ـــــ کیوں کہ
ان کے مذہب میں ماں ، باپ ، پیر اور استاد کو سلام کی بجائے یہی سجدہ
کیا جاتا ہے - اور اُسے ''ڈنڈوت'' کہتے ہیں ـــــ تناسخ[۱۱۵] پر اعتقاد
رکھنے سے کفر لازم نہیں آتا[۱۱۶] والسلام -

Montgomery Watt : جہم بن صفوان ۔ ایضاً ۷/۵۵۸ - ۵۵۹ -
ایضاً ۔ جہمیہ ۔ ایضاً ، ۷/۵۵۹ - ۵۶۰ -

محمد ابو زہرہ : حیات امام احمد بن حنبل ، اُردو ترجمہ ، مطبوعہ لاہور ، ۱۹۶۱ -

نجم الغنی رام پوری : تذکرۃ السلوک ، ص ۸۴ -

۹۳- قضا و قدر کے مباحث کے دوران حضرت مجدد نے اس موضوع پر بعض نکات بیان کیے ہیں ۔ ملاحظہ ہو : مکتوبات ۱/۲۸۹ ، ۲/۶۷ وغیرہ ۔

۹۴- مذہبی میانہ روی اور روا داری کے نام پر تحقیق کرنے والوں نے حضرت مظہر کے اس مکتوب پر خوب حاشیے چڑھائے ہیں ، ہم نے کتاب ہذا کے مقدمہ ، ص ۱۲۸ - ۱۳۵ میں ان امور پر بحث کی ہے -

۹۵- جدید دور میں ہندو مت پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

Radhakrishnan : "*Hinduism*", *Cultural History of India*, Ed. by Basham, Oxford, 1975, pp. 60 - 82.

۹۶- اہل ہند کی قدیم مذہبی کتابوں کی تفصیل اور تلخیص عقائد کے لیے دیکھیے ، البیرونی کی کتاب الہند جلد اول ، ص ۱۶۳ - ۱۷۸ (اردو ترجمہ) و انگریزی ترجمہ زخاؤ ۔ نیز اس موضوع پر کئی کتابیں انگریزی میں ملتی ہیں ، دیکھیے :

Radhakrishnan : *The Philosophy of the Upanisads*, London, 1935.

۹۷- ابو ریحان البیرونی کی تحقیقات کے مطابق ہندو "بید" کو اللہ کا کلام کہتے ہیں جو برہما کے منہ سے نکلا ہے . . . بذ (بید) کے معنی ہیں اس چیز کو جان لینا جو معلوم نہ ہو (کتاب الہند ۱/۱۶۳) -

۹۸- برہما کا ذکر کئی مقامات پر کتاب الہند اور دوسری مستند کتابوں میں آیا ہے -

۹۹- البیرونی کے بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو اگرچہ نسخ احکام کے قائل نہ بھی ہوں وہ اس تنسیخ کو خلاف عقل نہیں سمجھتے تھے (کتاب الہند ۱/۱۳۶) -

۱۰۰- کتاب الہند میں ہے - دب (دیو) کے سال سے ایک ہزار دو سو سال ایک جگ ہے جس کا نام "تش" ہے ، اس کا دو گونہ دوا پر ہے - سہ گونہ تریت اور چار گونہ کریت ہے ان سب کا مجموعہ بارہ ہزار سال یہی چتر جگ یعنی چار جگ ہے - (۸۶/۲) جگوں کے خواص اور تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب الہند ، جلد دوم ، ص ۸۱ ، ۸۶ - ۱۰۲ -

۱۰۱- البیرونی نے ہندوؤں کی مختلف کتابوں سے اللہ تعالیٰ کی نسبت ان کے اعتقادات کے بارے میں پورا باب مرتب کیا ہے ، دیکھیے : کتاب الہند ۱/۲۴ - ۳۰ ، جزا و سزا کا بیان باب ششم ، ص ۶۶ جلد اول میں ہے -

۱۰۲- قوسین میں مرقوم عبارت مقامات مظہری میں منقول اس مکتوب میں نہیں ہے بلکہ کلمات طیبات ، ص ۲۶ سے لی گئی ہے -

۱۰۳- نجات کے بارے میں ہندوؤں کے بیانات کو البیرونی نے یکجا کیا ہے (کتاب الہند ۱/۸۷ بہ بعد) -

۱۰۴- مقامات ِ مظہری مطبوعہ مجتبائی ، ص ۱۰۰ میں یہاں "معلوم شد کہ دین برنبی بودہ است" ہے لیکن پیش نظر متن مطبوعہ مطبع احمدی دہلی میں مرتبی کی بجائے "مرضی" ہے -

۱۰۵- فرید مان یوحنا نے مقامات کے اس جملہ کو بشارات ِ مظہریہ سے مختلف بتایا ہے ، ان کے پیش نظر مقامات کا نسخہ مطبوعہ مجتبائی (ص ۱۰۰) ہے - لیکن ہمارے پیش نظر نسخہ ٔ مقامات مطبوعہ مطبع احمدی میں یہ عبارت بہت واضح ہے - یعنی "مرضی بود" - دیکھیے :

Yohnan Friedmann : *Medieval Muslim Views of Indian Religions*, J. A. O. S. Vol. 95. No. 2, p. 219, f. note No. 50.

۱۰۶- القرآن (فاطر) ۳۵/۲۴ -

۱۰۷- ایضاً : (یونس) ۱۰/۴۷ -

۱۰۸- حضرت مجدد نے اس باب میں اپنا یہ مکاشفہ بیان کیا ہے :

زمین ہند میں بھی جو اس معاملہ (بعثت) سے دور دکھائی دیتی ہے ، معلوم ہوتا ہے کہ اہل ہند سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے ، اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں اگر ان شہروں کو کوئی متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے . . . لیکن ان پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے - (مکتوبات ۱/۲۵۹) -

۱۰۹- قوسین کے الفاظ کلمات طیبات ، ص ۲۷ سے منقول ہیں -

۱۱۰- ان الفاظ سے حضرت مظہر کے اس مکتوب کا سال تحریر ۱۱۸۰ھ متعین ہوتا ہے -

۱۱۱- القرآن (المومن) ۴۰/۷۸ -

۱۱۲- حضرت مجدد فرماتے ہیں :

زمین ہند میں گاؤں اور شہروں کی تباہی کے بہت آثار پائے جاتے ہیں ، یہ لوگ اگرچہ ہلاک ہو گئے . . . (پیغمبروں کی تکذیب کے باعث) لیکن وہ دعوت کا کلمہ ہم عصروں کے درمیان باقی رہا (مکتوبات ۱/۲۵۹) . . . اگر ہند میں انبیاء مبعوث نہ ہوئے ہوں اور ان کی زبان میں ان کو دعوت بھی نہ کی ہو تو پھر ان کا حکم بھی شاہق جبل کا حکم ہوگا کہ باوجود سرکشی اور دعوئ الوہیت کے دوزخ میں نہ جائیں گے اور ہمیشہ کے عذاب میں نہ رہیں گے اس بات کو بھی نہ تو عقل سلیم پسند کرتی ہے اور نہ کشف صحیح اس کی شہادت دیتا ہے ، کیوں کہ ہم ان میں سے بعض سرکش مردودوں کو جہنم کے وسط میں دیکھتے ہیں (ایضاً) -